رجسٹرڈ ایل نمبر

اِنَّ اللہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

بے شک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا۔ جب تک کہ وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لی جائیگی

عوام سے	۵ر
خواص سے	۱۰ر
ہندوستان سے باہر	۶ر
غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے	۳ ۱۲/ر

جلد ۱۶ نمبر ۱۱

الحکم

قادیان دارالامان

۲۱ مارچ ۱۹۱۲ء

ایڈیٹر

شیخ یعقوب علی تراب احمدی



دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیان بینی

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شائع ہوتا ہے

مطبع انوار احمدیہ قادیان دارالامان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی مالک و ایڈیٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا

کتبہ سید عزیز اللہ

مضامین اکمل

اس عنوان کے نیچے جب کبھی ممکن ہو۔ قاضی اکمل صاحب کے لکھے ہوئے ہر قسم کے مضامین درج ہوتے رہیں گے۔ وباللہ التوفیق
ایڈیٹر

"کواکب دریہ" کی آجکل بہت شہرت ہو رہی ہے۔ یہ دراصل مشکوٰۃ کی احادیث پر مختلف حواشی ہیں۔ منجملہ ان کے مندرجہ ذیل مسائل ہیں جن کو مشتبہ سمجھ کر بطور سوال میں نے اپنی طرف سے حضرت خلافت مآب میں پیش کیا۔ جو جواب درج ذیل ہیں۔
اکمل عفا اللہ عنہ

سوال (۱) عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ وتجزئ عنه اذا مر ذا بين يديه على قذفة حجر (ابوداؤد) اس حدیث کے ماتحت بقدر قذفہ حجر یعنی تین ذراع کے فاصلے سے مسجد میں نمازی کے آگے سے گذرنا جائز ہے یا نہیں۔ ۲۔ جب ایسی ممانعت صرف حضور قلب میں خلل کی وجہ سے ہے۔ تو اگر نماز کی سجدہ میں ہو۔ تو اس حالت میں گذرنا ناجائز ہے؟

(۲) متفق علیہ حدیث ہے کہ ایک شخص آیا۔ مسجد میں نماز پڑھی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کیا۔ آپ نے فرمایا ارجع فصل فانك لم تصل۔ پھر آیا۔ پھر سلام عرض کیا۔ پھر یہی ارشاد ہوا۔ اس حدیث کی بنا پر بعد از نماز بالخصوص صبح نمازیوں کا آپس میں سلام علیکم کہنا کیسا ہے۔ جیسا کہ بعض علاقوں میں دستور ہے۔ کہ نمازی نماز سے فارغ ہو کر ایک دوسرے کو سلام علیکم کہتے ہیں۔

جواب از حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱) قذفہ حجر صحیح حدیث میں آیا ہے۔ ذراع بنانا قیاسی یا خیالی امر ہے۔ یہ تو شرع اسلام میں نہیں۔ کہ کیوں آگے نہ گذرے اور نہ سجدہ میں گذرنا ثابت ہے۔ یہ خیالی ڈھکوسلا ہے۔ بلکہ حضور قلب کا ذکر اسلام میں نہیں۔

(۲) سلام کرنا بدعت ہے۔ اور اس شخص کے سلام سے استنباط کرنا کہ نہ حماقت کرو۔ ایسے بدعات تمام ملکوں میں ہیں۔ کس کس کا لحاظ کریں۔
نور الدین

تشحیذ کی تحریک کا اثر

تشحیذ بھیجنے کے متعلق جو تحریک میں نے ماہ فروری کے بیڈر میں کی تھی۔ اس کے متعلق کئی خطوط آ رہے ہیں۔ منجملہ ان کے برادر [illegible] خان صاحب منیر سکرٹری انجمن احمدیہ پٹیالہ اطلاع دیتے ہیں [illegible] انجمن [illegible] جاری ہو گئی۔ میں بذریعہ [illegible] اخبار الحکم شکریہ ادا کرتا ہوں۔ چوہدری غلام حسین صاحب [illegible] ماسٹر لکھتے ہیں۔ کہ ہر چند میری [illegible] [illegible] امید کرتا ہوں۔ کہ اسی طرح [illegible] [illegible] فرمائیں گے۔

دینیات کا امتحان

[illegible] گزشتہ لکھتا ہے کہ جناب نواب وقار الملک بہادر آنریری سکرٹری نے بعد مشورہ پرنسپل صاحب علیگڑھ کالج امتحان دینیات میں پاس کر لینا لازم کر دیا ہے۔ یعنی جو طالب علم دینیات میں کامیاب ہو گا۔ وہ اعلیٰ جماعت میں ترقی کر سکیگا۔ ورنہ کسی جماعت میں ترقی نہ ملیگی۔ میں چاہتا ہوں۔ ہمارے تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں بھی اس قاعدہ کی پابندی ہو۔ یعنی جو طالب علم دینیات میں فیل ہو۔ اُسے ہرگز اعلیٰ جماعت میں ترقی نہ دی جائے۔ کیونکہ اس سکول کا اصل مقصد تو وہی ہے۔ جو اس کے نام سے ظاہر ہے۔ پس آئندہ کے لئے اعلان کر دیا جائے کہ دینیات کا امتحان پاس کرنا لازمی ہو گا۔

دوم۔ دینیات کے متعلق اگر انعامی سلسلہ ہو تو بہت موزوں ہے۔ اور اس بارے میں ہمارے احباب کو ضرور دلچسپی لینی چاہئے۔ اور مدرسہ میں جہاں کھیل وغیرہ دیگر مشاغل کے لئے رقوم مقرر ہیں۔ وہاں کوئی حرج نہیں۔ اگر کچھ رقم ایسے انعاموں کے لئے مخصوص کی جائے۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ جب کھیلوں پر انعام تقسیم ہوا تھا۔ تو شیخ یعقوب علی صاحب نے اپنی قیمتی تفسیر کے پارے جو غالباً ستر روپے مالیت کے تھے۔ دینیات میں زیادہ دلچسپی پیدا کرنے کے لئے مفت دیئے تھے۔ اس نیک مثال کی تقلید اگر چند اور بزرگ بھی فرماتے اور ہیڈ ماسٹر صاحب اس کے متعلق خاص سٹپ لیتے۔ تو بہت ہی مبارک بات ہوتی۔

الحق اپنی نئی شان میں

الحق نے چند ہفتوں سے ثنائی ہرزہ درائی کی طرف توجہ کی ہے۔ اور اس میں کچھ شک نہیں کہ اس کام کے لئے میر قاسم علی صاحب کا قلم جواہر رقم بہت ہی موزوں ہے۔ چنانچہ خصم کو بھی اس کا اعتراف ہے۔ داروغہ صفائی کا فرض نہایت ہی نازک ہوتا ہے اور وہ بمشکل اپنے سفید کپڑوں کو چھینٹوں سے بچا سکتا ہے۔ اسی طرح میر صاحب کے لئے بھی مشکلات ہیں مگر امر مجبوری ہے امید ہے ہماری جماعت کے لوگ الحق کے خریدار بڑھانے کی طرف توجہ کریں گے۔ تاکہ احمدیوں کا اخبار دار السلطنت میں اپنی پوری شان کے ساتھ نکل سکے۔

انجمن انسداد مظالم

حیوانات پر ظلم کے انسداد کے لئے کئی رحمدلوں کی طرف سے انجمنیں قائم ہیں۔ چنانچہ اب ایک صاحب گدھوں کی نسبت مفصلہ ذیل تجاویز پیش کرتے ہیں۔

(۱) کسی زخمی۔ بیمار گدھے کو کام میں نہ لایا جاوے۔ بوجھ لادنے سے پیشتر گدھے کی طاقت کا اندازہ لگایا جاوے چھوٹی عمر کے گدھے کو کام میں نہ لگایا جاوے۔ اپنے ہاں ایسے گدھوں سے کام نہیں لینا چاہئے۔ جو زخمی۔ بیمار یا دیگر کسی تکلیف کے سبب اس کام کے کرنے کے ناقابل ہوں۔ یہ سب کچھ تو ہوا۔ مگر مجھے افسوس ہے کہ ہمارے دوستوں کو گدھے اور گدھیوں کا فکر ہے مگر اپنے بچوں کا فکر نہیں۔ جن پر لاکھوں دیسی مکاتب میں وہ وہ ظلم توڑے جاتے ہیں۔ کہ الٰہی تیری پناہ! ان مسجد کے ملاؤں کو (جو اسی قسم کے مظالم کے سزا میں ضربت علیهم الذلة والمسكنة کے مورد ہو رہے ہیں) یقین ہے کہ پڑھانے کا صرف یہی طریق ہے۔ شاگرد سامنے آیا اور اُنہوں نے پہلا حرف مُنہ سے نکالتے ہی ننھے بچے کی گال پر طمانچہ رسید کیا۔ پھر انہیں عجیب عجیب سزائیں دی جاتی ہیں۔ کان پکڑا کر آن کی پشت پر پانی سے بھرے ہوئے گھڑے رکھ دیتے ہیں۔ درخت کی شاخیں کاٹ کر ان سے چمڑا اتار دیتے ہیں۔ کان ایسا سخت مروڑتے ہیں کہ خون نکل آنا تو معمولی بات ہے۔ میں نے اپنی آنکھوں سے کان چرے ہوئے دیکھے ہیں۔ جاہل ماں باپ کو صرف یہ کہا جاتا ہے۔ کہ بغیر اس کے پڑھ نہیں سکتے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ لڑکے پڑھنے کے نام سے بدکتے ہیں۔ اور مُلاں یا حافظ جی کو دیکھ کر اُسے ملک الموت سمجھتے ہیں۔ اور قرآن شریف جیسی پاک کتاب سے بھی ساتھ ہی نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔

اب وقت آ گیا ہے کہ ایسے خوفناک مظالم کا سدباب کیا جاوے۔ ایک انجمن کے لائق کارکن ان ستمگروں کا پتہ گاؤں گاؤں دورہ کر کے لگائیں۔ پہلے انہیں سمجھائیں۔ نہ باز آئیں۔ تو پھر ان پر مقدمے چلائیں۔ دیہاتی سکولوں میں بھی باوجود ممانعت کے استاد مارنے میں بہت دلیر ہیں۔

خدا کا شکر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عملی نمونہ اور ان کی پاک تعلیم نے بچوں کو پیار و محبت سے پڑھانے کا طریق جاری کیا۔

جہاں جہاں ہمارے احمدی بھائی ہیں۔ وہ خصوصیت سے ان بچہ کش معلمین کو جو مسجد یا خانقاہ یا پاٹ شالہ میں اس ننھی مخلوق کے خود مختار بے تاج بادشاہ بنے بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہوش میں لائیں۔ کہ اب وہ اگلا وقت نہیں رہا۔ تمہارا کوئی حق نہیں کہ تم اپنی بیوی سے جھاڑ کھا کر آئے ہو۔ تو اس کا غصہ ان معصوموں پر نکالو۔ جو تمہارے سپرد تعلیم و تربیت کے لئے کئے گئے ہیں۔ نہ کہ تمہارے مظالم کا تختہ مشق بننے کے لئے۔

اطلاع

اگلا اخبار چونکہ ایک خاص پرچہ ہے۔ جو کہ محض تبلیغ سلسلہ اور ابلاغ حق کے لئے ندوۃ العلماء کے جلسہ پر شائع ہو گا۔ اس لئے وہ تاریخ مقررہ سے شاید دو تین بعد شائع ہو۔ اور اس طرح پر وہ ۷ مارچ اور ۲۸ مارچ ۱۹۱۲ء کا مجموعہ ہو گا۔ یہ پرچہ تمام و کمال ندوۃ العلماء کی نذر ہو گا۔ اور انشاء اللہ العزیز ایک دلچسپ پرچہ ہو گا۔ ناظرین منتظر رہیں۔

ایڈیٹر الحکم قادیان

اسلامی تعلیم کی فلاسفی

نمبر (۶)

گذشتہ ایک دو نمبروں میں بوجہ عدم گنجائش میں اس سلسلہ کو جاری نہیں رکھ سکا۔ میں نے الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں مسافر کی خواہش مباحثہ کے متعلق اظہار کر دیا تھا۔ کہ میں نے یہ سلسلہ مباحثہ کے لئے جاری نہیں کیا۔ میری غرض اظہار حق اور تائید دین ہے اور میں تو تو میں میں میں الجھنا پسند نہیں کرتا۔ اس سے نفسانیت پیدا ہوتی ہے۔ اور عموماً حق کو ذاتیات پر قربان کر دیا جاتا ہے۔ مسافر بڑی خوشی کے ساتھ اس کو میرے فرار و انکار پر محمول کرتا ہے اسی سے کھل جاتا ہے کہ اس کی نیت کیا ہے؟ کیا وہ اس مذہبی قمار بازی کا گرویدہ ہے۔ جو بدقسمتی سے مختلف مذاہب کے حاملوں کے درمیان آجکل جاری ہے۔ مجھے اس کے ایسے اعلان اور خوشی پر کوئی افسوس نہیں ہے۔ اگر مسافر کی غرض واقعی حق گوئی اور حق جوئی ہے۔ تو اس کو ایسی دو [illegible] کار باتوں سے الگ رہنا چاہئے اور جو امر حق ثابت ہو جاوے۔ اس کو قبول کر لینے کے لئے اپنے چوٹے [illegible] کے موافق تیار رہنا ضروری ہے۔ مسافر جو اعتراض کرتا ہے اس کا جواب ہم دیتے ہیں۔ [illegible] غور کرنے کے بعد یہ ظاہر کرنا مناسب ہے کہ کس حد تک وہ اسے قبول کرتا ہے۔ بہرحال مسافر کے اعتراضات کا سلسلہ جاری ہے اور میں بھی اس کے جوابات کے سلسلے کو اظہار حق کے لئے جاری رکھتا ہوں۔ وباللہ التوفیق وھو نعم الرفیق۔

مجھے اس امر کا اعتراف کرنے میں خوشی ہے۔ کہ مسافر نے اپنے لب ولہجہ کو الحکم کے مقابلہ میں بہت ہی نرم کر دیا ہے اور وعدہ کیا ہے۔ کہ وہ ہمارے جوابات کو پورے طور پر درج کیا کریگا جس کے لئے میں ان کا شکرگزار ہوں۔ یہ کہہ دینا غالباً ضروری ہے کہ [illegible] العزیز مسافر کے ان تمام اعتراضات کا جواب وقتاً فوقتاً دیا جائیگا جو اس کے سلسلہ مضامین میں درج کر رکھے ہیں۔ گو ان میں ترتیب نہ رہے اور تقدیم و تاخیر ہو جاوے۔ جس کے لئے اسے کوئی افسوس نہیں ہونا چاہئے۔ آج اس کے تازہ ترین نمبر (۷) پر کچھ عرض کیا جاتا ہے۔

گھی میں چوہا حضرت میمونہ کی ایک روائت پر کہ گھی میں چوہا گر کر مر گیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ ارد گرد کے گھی کو اور چوہے کو نکال کر پھینک دو۔ اور باقی گھی کو کھا لو۔ مسافر صاحب حاشیہ چڑھاتے ہیں۔ کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طب کے اعلیٰ اصولوں سے ناواقفی ہے۔ کیونکہ پلیگ کے جرم انسانوں تک چوہوں سے پہنچتے ہیں۔ مجھے مسافر کے ڈاکٹر ایڈیٹر کی اس تحریر کو پڑھ کر نہائت ہی تعجب ہوا۔ کہ ایک طبیب کہلانے والا کس طرح پر انکار کرتا ہے۔ کیا اسے معلوم نہیں کہ گھی [illegible] تریاق ہے۔ اور بہت سی زہروں کا اثر اس سے دور ہو جاتا ہے۔ اگر آپ اس سے انکار کریں گے تو اس کے متعلق طبی [illegible] پیش کی جائینگی۔ چوہا اگر گھی میں مر جاوے۔ تو اس کے وہ جراثیم گھی میں زندہ نہیں رہ سکتے۔ اور اس میں مزید پیدائش ان کی رک جاتی ہے۔ اس لئے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ارد گرد کے گھی کو اور اسے نکال دینے کے بعد باقی گھی کے استعمال میں [illegible] گھی تو ویدک جاننے والوں نے پلیگ کے علاج میں [illegible] ہے۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وبائی کیڑوں کو وہ ہلاک کر دیتا ہے۔ پس یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا اظہار ہے۔ اور جو لوگ کہتے ہیں کہ اعلیٰ طبی ناواقفیت اس سے پائی جاتی ہے۔ وہ خود اس حقیقت سے ناآشنا ہیں

شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بائیں ہاتھ سے کھانے یا پینے سے منع فرمایا ہے اور فرمایا کہ یہ شیطانی فعل ہے۔ نہیں معلوم ہمارے سہمی مسافر کو یہ حکم کیوں برا معلوم ہوا۔

دائیں ہاتھ سے کھانا فطرت انسانی کے موافق ہے۔ دُنیا کے تمام لوگ وہ خواہ کسی مذہب وملت کے ہوں۔ دائیں ہی ہاتھ سے کھاتے ہیں۔ اور اگر مسافر بائیں ہاتھ سے کھاتا ہو۔ یا اس کا مذہب اس کی ہدائت کرتا ہو۔ تو یہ امر دیگر ہے۔ ہم اس کے ذمہ وار نہیں۔ مگر مشاہدہ اس امر کی شہادت دیتا ہے۔ کہ دائیں ہاتھ سے کھانا فطرت انسانی میں داخل ہے۔ اور سچے مذہب کی یہی علامت ہے۔ کہ وہ فطرت کے موافق ہو۔ چونکہ اسلام فطرت کے موافق ہے۔ اس نے اس امر کو قائم رکھا۔

علاوہ بریں ہر ایک عضو کے کچھ کام مقرر ہیں۔ ہاتھ بھی اس قاعدہ سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ بائیں ہاتھ سے استنجا اور طہارت مقرر کی۔ تو لازمی طور پر یہ بات ہونی چاہئے تھی کہ کھانے کے لئے اس کو استعمال نہ کیا جاوے۔ اس لئے دایاں ہاتھ کھانے پینے کے لئے مقرر کیا۔

ان سب باتوں کے علاوہ ایک خاص بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کہ اسلام صداقت اور راستی کی روح نفخ کرنی چاہتا ہے۔ دائیں ہاتھ سے کھانے میں راستی کی تعلیم دینا مقصود ہے۔ کیونکہ دائیں کو راست کہتے ہیں۔ پس انسان جب تدبر کریگا۔ اور عبرت سے کام لیگا تو اس سے راستی کا سبق سیکھے گا۔ اور یہ جو فرمایا کہ یہ شیطانی فعل ہے۔ یہ بھی ظاہر امر ہے۔ شیطانی افعال وہ ہوتے ہیں۔ جو خدا سے دور ڈال دیں۔ پس جو شخص راستی کو چھوڑتا ہے۔ وہ گویا خدا سے دور ہو جاتا ہے۔ یہ الہیٰ علم کا دیطن ہے۔ جو دائیں ہاتھ سے کھانے اور بائیں ہاتھ سے نہ کھانے کے متعلق دی ہے۔

انگلیوں میں برکت انگلیوں کو کھانا کھانے کے بعد چاٹنے کی ہدائت جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے۔ وہ بھی ڈاکٹر مسافر کی سمجھ میں نہیں آئی۔ اس لئے میں اسے سمجھاتا ہوں۔ اس میں جو سر ہے اور حکمت ہے۔ اس پر اگر غور کیا جاوے تو بے اختیار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے کو جی چاہتا ہے۔ سنو! اور غور سے سنو!

یہ بات تمام حکماء کے تجربہ میں آئی ہوئی ہے۔ اور تمام طبیب کامل اس پر اتفاق ہے۔ کہ انسان کے ہاتھ کی انگلیوں میں ایک خاص لمس کی طاقت ہے۔ مثلاً ہم اگر کسی کپڑے کی ملائمت کو دیکھنا چاہیں۔ تو سوائے ہاتھ کی انگلیوں کے نہیں کر سکتے [illegible] لمس کی طاقت [illegible] ہے۔ لیکن ہاتھ کے سوا اگر پیر سے ملائمت کا اندازہ لگانا چاہیں ہم پورے کامیاب نہ ہو سکیں گے۔ اس [illegible] ہے۔ جو صرف ہاتھ بلکہ انگلیوں تک ہی محدود [illegible] انگلیوں سے آنکھ کا جو ایک توجہ کا آلہ ہے خاص تعلق ہے۔ اسی لئے توجہ کرنے والے عامل بھی معمول کی انگلیوں کی طرف آنکھ زیادہ لڑاتے ہیں اور اس طرح سے معمول کے اور انگلیوں کے ذریعہ اپنی آنکھ کی تاثیرات خاطر خواہ طور پر ڈال سکتے ہیں۔ اور اپنے مقصد میں کامیاب ہوتے ہیں۔ اسی طرح جو ادویہ ہاتھ سے بنائی جاویں وہ زیادہ فائدہ دیتی ہیں بہ نسبت اُن دوائیوں کے جو مشین کے ذریعہ سے تیار کی جاویں۔ اس لئے کہ انگلیوں سے بناتے وقت آنکھ کی توجہ ہاتھوں پر پڑتی ہے۔ اور ہاتھوں کی خاص برق بھی آنکھ کی توجہ کے وقت اس کے ساتھ مل کر ایک خاص اثر پیدا کرتی ہے اس لئے وہ دوائی زیادہ مفید ہوتی ہے۔ اس بات کو یورپ والے بھی جانتے ہیں۔ لیکن چونکہ وہاں لاکھوں من دوائیں اکٹھی تیار کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور ہاتھ سے تیار کرنے میں سالہا سال کی مدت درکار ہوتی ہے۔ اس لئے وہ باوجود اس فرق کے جاننے کے بوجہ مجبوری مشینوں سے دوائیں بنانے کا کام لیتے ہیں۔ پس اسی اصول کے ماتحت کھانا کھانے کے وقت جب انسان انگلیوں سے لقمہ اٹھائیگا تو اس کی آنکھ ہر دفعہ لقمہ لیتے وقت انگلیوں کے سروں پر پڑیگی اور پھر وہی مذکورہ بالا کیفیت مرکب ہو کر کھانے کے انجام پر اثر ڈالیگی۔ اور چونکہ ان دونوں برقوں یعنی آنکھ اور انگلیوں کی مرکب برقوں کا اثر ظاہر ہوگا۔ تو سب سے زیادہ موثر اس اثر کی انگلیاں ہی ہونگی۔ پس جب انسان کھانے کے بعد پانی سے دھونے یا کپڑے سے پونچھنے بغیر انگلیوں کو چاٹ لیگا۔ تو صاف ظاہر ہے کہ وہ اثر انسان کے معدہ میں بوساطت اس چکنائی کے جو انگلیوں پر چپکی ہوئی تھی۔ پہنچیگا۔ اور معدہ کے فعل یعنی ہضم میں تقویت دیگا لہذا اس طرح کھانا جلدی ہضم ہوگا۔

(۲) ایک ڈاکٹر نے ثابت کیا ہے کہ منہ کے لعاب اور انگلیوں کی جلد کے ملنے سے منہ کے لعاب میں ایک کیفیت پیدا ہوتی ہے جو ہاضمہ پر خاطر خواہ اثر ڈالتی ہے۔ اس نے اس بات کے ثبوت میں یہ بات پیش کی تھی۔ کہ جو لوگ کانٹے چھری سے کھاتے ہیں۔ اُن کا کھانا بہ نسبت اُن لوگوں کے جو انگلیوں سے کھاتے ہیں۔ دیر میں ہضم ہوتا ہے اور جو لوگ انگلیاں منہ سے لگا کر چوستے ہیں۔ بہ نسبت ان لوگوں کے جو کھانے کے پیچھے انگلیاں چوستے نہیں کمزور معدہ والے ہوتے ہیں۔ کیونکہ انگلیوں اور منہ کے لعاب کے ملنے سے معدہ کا فعل ہضم عمدہ طور پر انجام پذیر ہوتا ہے۔

(۳) چونکہ کھیلنے پھرنے سے اور ورزش اور ریاضت سے اور اعضاء کے ہلانے سے معدہ اچھی طرح کام دیتا ہے۔ اور برخلاف اس کے جو لوگ سیر کے عادی نہیں۔ وہ ہمیشہ ہضم

کی شکائت کرتے ہی نظر آتے ہیں۔ اس لئے ہاضمہ درست کرنے کے لئے ورزش ایک لابدی شرط ہے۔ لیکن خورد سال بچے چلنا پھرنا تو کجا برسوں تک چارپائی سے اُٹھ نہیں سکتے۔ اور نہ ہی ورزش سال ہا سال تک انہیں نصیب ہوتی ہے۔ اس لئے خداوند کریم نے انہیں ہاضمہ کی درستی کے لئے ہاتھ کے انگوٹھے اور اُنگلیوں کے چوسنے کا سہل نسخہ عطا فرمایا ہے۔ تمام دُنیا جانتی ہے۔ کہ بچے اکثر اوقات اُنگلیاں چوستے رہتے ہیں۔ اور یہ بات ہاضمہ کے درست کرنے کے لئے ان کی فطرت میں ودیعت کی گئی ہے۔

(۴) جو بات کہ نیچر کے قانون کے مطابق بنی نوع انسان کے لئے مفید ہوتی ہے۔ وہ خداوند کریم انسان کو عقل کے ذریعہ اور محنت اور تجربہ کے ذریعے سکھاتا ہے۔ لیکن برخلاف اس کے جو چیز حیوانات اور بہائم کے مفید مطلب ہوتی ہے۔ وہ ان حیوانات کو فطرتاً اور خلقتاً دی جاتی ہے۔ جیسے کہ تیرنا انسان کے لئے مفید ہے۔ مگر بغیر محنت اور تجربہ کے انسان سیکھ نہیں سکتا۔ لیکن بطخ کو بھی اس کی ضرورت ہے۔ مگر اس کو فطرتاً اور خلقتاً عنائت کیا گیا ہے۔ یہ کہیں نہیں دیکھا گیا کہ بطخ کو تیرنے کے لئے تجربہ اور محنت کی ضرورت پڑی ہو۔ اسی طرح اور سینکڑوں مفید اشیاء ہیں۔ منجملہ ان کے ایک یہی کھانے کے بعد اُنگلیاں چاٹنے کا مسئلہ ہے۔ انسان کو تو حضرت سید المرسلین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم کے ذریعہ بذریعہ وحی معلوم ہوا۔ لیکن حیوانات کو فطرتاً اور خلقتاً عنائت کیا گیا۔ ہم ہر روز مشاہدہ کرتے ہیں۔ کہ بلی جب کچھ کھاتی ہے تو پیروں بیٹھ کر چاٹتی رہتی ہے۔ اسی طرح کتا بھی ہاتھ اور پنجے چاٹتا ہوا پایا گیا ہے۔ بلکہ تمام جانور یکساں طور پر اس فعل کا ارتکاب کرتے ہیں اور کھانے کے بعد کرتے ہیں اور صرف اُنگلیاں ہی چاٹتے ہیں۔ تو صاف معلوم ہوا۔ کہ یہ فعل ہاضمہ کی ترقی کے لئے نہائت مفید ہے اور نہائت ہی مفید ہے جو لابدی ہے اس لئے حیوانات لایعقل کو فطرتاً بتایا گیا۔ اور انسان کو وحیاً بتایا گیا۔ کیسا ہی پیارا رسول ہے۔ جو ایسا مفید اور سہل المحصول علاج ہمیں بتا گیا۔ والحمد للہ رب العلمین

(باقی آئندہ)

حیات نور کا ایک ورق

کبھی کبھی ناظرین الحکم میں ایسے مضامین بھی پڑھ لیتے ہیں۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے کوائف زندگی پر مشتمل ہوتے ہیں۔ ان حصوں کو پڑھ کر اکثر احباب کہتے ہیں۔ کہ حیات نور کب شائع ہوگی؟ پس ایسے لوگوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ الحکم میں حیات نور کا ایک سیسلہ شروع ہوا تھا مگر بعض مصلحتوں سے اسے الگ شائع کرنا ضروری سمجھا اس کے متفرق اجزا میں سے آج کچھ ناظرین کو سُناتے ہیں۔ حیات نور کی اشاعت کا سوال روپیہ کا سوال ہے۔ میں نے پیغام اکمل کا جواب دیتے ہوئے کہا تھا۔ کہ میرے ہاتھ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے قلم ہے اور دماغ میں غور و فکر اور ترتیب مضامین کی قوتیں مگر روپیہ نہیں۔ حیات نور کے خواہشمند جو چاہتے ہیں کہ یہ جلد چھپ جاوے۔ انہیں اس سوال کو حل کرنا چاہئے۔ اگر ایک سو مخلص مرد میدان ہو کر پانچ پانچ روپیہ حیات نور کے لئے دینے کا عزم کریں۔ تو یہ کتاب چھپنی شروع ہو سکتی ہے۔ ورنہ خدا جب چاہیگا۔ ایڈیٹر۔

تفہیمات قرآنی

حیات نور میں ایک خاص بات تفہیمات قرآنی کا بھی ہے۔ جس میں ان آیات کو لکھا گیا ہے۔ جو خصوصیت سے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو اللہ تعالیٰ نے کسی ایک یا دوسرے رنگ میں سمجھائی ہیں۔

صراط مستقیم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے آپ نے ایک مرتبہ دریافت کیا کہ آپ کے سلسلہ میں بھی کوئی مجاہدات ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں ہیں۔ عیسائیوں کے رد میں ایک کتاب لکھ دو۔ جب اس تصنیف سے فارغ ہوئے تو پھر دریافت کرنے پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ آریوں کے رد میں ایک کتاب لکھ دو۔ اس پر حضرت نور نے تکذیب براہین احمدیہ نام ایک کتاب کا جواب بشکل تصدیق لکھنا شروع کیا۔ اس مجاہدہ میں جب نور مصروف تھا۔ تو اس نے دیکھا کہ ایک بد فطرت نے صراط مستقیم سے لواطت کا مفہوم پیدا کیا ہے۔ آپ نے اس کا جواب الزامی لکھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے آپ پر ایک اور حقیقت کو کھول دیا۔ کہ قرآن کریم نے خود صراط مستقیم کے معنے کئے ہیں۔ ان اللہ ربی و ربکم فاعبدوہ ھذا صراطی مستقیما کیا مطلب کہ بیشک اللہ میرا رب ہے اور تمہارا بھی وہی رب ہے اسی کی عبادت کرو۔ یہی وہ صراط مستقیم ہے۔ جس پر میں چل کر کامیاب ہوا۔ اور جس کی طرف قرآن مجید ہدائت کرتا ہے۔ تب نور نے اپنی کتاب میں سے الزامی جواب کو نکال دیا۔

اٰتِنَا فِی الدُّنیَا حَسَنَۃً کے معنی

ایک بار نور رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً کی دعا میں محو ہو گیا اس دعا کا تکرار کر رہا تھا۔ طبیعت میں ایک قسم کا استغراق پیدا ہوا۔ تو حَسَنَۃً الدُّنیَا کے معنے کھلے کہ حسنۃ الدنیا سے مراد ہے صحت۔ علم۔ عمل۔ عبادت۔ توفیق خیر۔ رزق حلال ضرورت کے موافق۔ میرے دل میں اندازہ سے زیادہ کی خواہش نہیں) اولاد صالح۔ عمدہ بیوی۔ گھر فراخ۔ ہمسایہ نیک۔ سواری عمدہ لباس عمدہ۔ دوست عمدہ۔ خاتمہ بالخیر۔

چونکہ یہ تفہیم الٰہی تھی اور عین دعا کی ہی حالت میں ہی ہوئی اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ دعا اپنی قبولیت کا پتہ دے رہی ہے۔ اور اگر نور کی زندگی میں غور کریں۔ تو کون کہہ سکتا ہے۔ کہ حسنات الدنیا میں سے اس کو کیا حاصل نہیں؟

فوم کا مفہوم

نور ایک مرتبہ کوئی اور کتاب پڑھ رہا تھا۔ اور فوم کے معنے لہسن اور گیہوں سمجھتا تھا۔ کتاب مذکور پڑھتے پڑھتے اونگھ آگئی۔ اور رویا میں دیکھا کہ فوم اور بصل خرید رہے ہیں۔ اور اس کی تفہیم یہ ہوئی کہ کتاب اللہ کے مقابلہ میں دوسری کتابیں فوم اور بصل ہیں۔ موسیٰ کی قوم نے فوم اور بصل کی جو خواہش کی تھی اس سے گویا ان کی غرض زراعت کی طرف متوجہ ہونا تھا۔ بحالیکہ موسیٰ علیہ السلام ان کو ایک فاتح قوم کی صورت میں لیجانا چاہتے تھے۔ بہرحال روحانی رنگ میں فوم کی حقیقت نور پر کتاب اللہ کے ماسوا کتابوں میں استغراق دکھایا گیا اور بنی اسرائیل کی خواہش زراعت سمجھائی گئی۔

لَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ

قرآن مجید کے درس میں بہت سے لوگوں نے اس حصہ آیت کے معنی نور کے مُنہ سے سُنے ہوں گے۔ مگر ایک مرتبہ مجھے نور نے خود سُنایا۔ کہ مجھ کو تمباکو سے سخت نفرت ہے۔ اور اس کے تصور سے بھی جی متلانے لگتا ہے اس کا ایک خاص سر ہے اور وہ یہ کہ میں ایک بار قرآن مجید پڑھتا تھا۔ جب اس آئت پر پہنچا۔ تو میرے دل میں ڈالا گیا کہ شجرۃ سے مراد تمباکو بھی ہے۔ اسی دن سے مجھے سخت نفرت ہے۔ میں ناظرین کو ایک تازہ واقعہ تمباکو سے نفرت کا سُناتا ہوں اور وہ غالباً یاد بھی ہوگا۔ پچھلے دنوں حضرت خلیفۃ المسیح کی توجہ ایک طالب علم کے علاج کے دوران میں اس پر پڑی کہ بدقسمتی سے مدرسہ تعلیم الاسلام کے بورڈنگ ہوس میں ناظمین کی غفلت سے سگرٹ نوشی کا رواج ہو گیا ہے۔ اور یہ بیماری بہت بڑھ گئی ہے۔ اس سے آپ کو سخت رنج ہوا۔ بلکہ باوجود بڑے رحیم اور خلیق ہونے کے مسجد میں کھڑے ہو کر اس کی بُرائیوں پر ایک تقریر کی۔ حالانکہ اس روز بوجہ ضعف قرآن مجید کا درس بیٹھ کر دیا تھا۔ اور اس تقریر میں آپ کے اندر ایک جلالی رنگ پایا جاتا تھا اس جوش میں یہاں تک کہدیا کہ ایسے لڑکے جو اس کو نہیں چھوڑ سکتے اور اصلاح نہیں کرتے چلے جاویں۔ ورنہ میں بد دعا کرونگا۔ دوسرے لوگ اس حقیقت کو کم سمجھیں گے مگر میں جو خدا کے فضل سے ایک ذوق پسند اور غور کن طبیعت رکھتا ہوں۔ اس نکتہ پر پہنچ گیا کہ چونکہ ایک تفہیم الٰہیہ کے متعلق آپ کو تمباکو سے سخت نفرت ہے۔ اس لئے اس بُرائی کو دور کرنے کے لئے آپ کے اندر ایسا ہی جوش ہونا چاہئے۔

مائدہ خلافت سے کچھ ریزے

حضرت کی صحت

الحمد للہ حضرت خلیفۃ المسیح کی صحت اچھی ہے۔ آپ کی بیوی بھی اب روبصحت ہے۔ ضعف ہے احباب بدستور دعا کریں۔

لغویات سے بچو

ایک روز ان اللہ لا یخلف المیعاد پر ایک شخص نے اعتراض کیا کہ کیا یہ

نہیں ہو سکتا کہ "اللہ تعالیٰ کسی جنتی کو دوزخ میں ڈالدے"۔ اس پر آپ نے ایک تقریر بڑے جوش سے فرمائی۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ قرآن مجید میں بامراد ہونے والے مومنوں کی یہ بھی ایک صفت ہے "والذین ھم عن اللغو معرضون"۔ جو لوگ لغو سے اعراض کرتے ہیں۔ لوگوں نے قرآن مجید کی غرض کچھ اور سمجھی ہو۔ مگر میں تمہیں بتاتا ہوں کہ "قرآن مجید کے پڑھنے سے غرض عمل ہے"۔ اس واسطے لغو باتوں میں کبھی وقت ضائع نہ کرو۔ ان لغو امور کی میں مختصر سی مثال سناتا ہوں۔ مثلاً آدم کی پیدائش پر بحث شروع کردی کہ آدم حوا سے پیدا ہوا یا حوا آدم سے؟ وہ کہاں پیدا ہوا؟ جنت کہاں تھا؟ وہاں سے نکل کر کہاں گرا۔ دانہ کس چیز کا تھا یا نوحؑ کی کشتی کس درخت کی لکڑی کی تھی وغیرہ یہ تمام امور ایسے ہیں کہ ان کو عمل سے کوئی تعلق نہیں۔ پس میں تم کو نصیحت کرتا ہوں۔ اس کو ہمیشہ یاد رکھو۔ کہ کبھی اس قسم کی بحثوں میں نہ پڑو۔ تفسیروں کو پڑھ ہو۔ تو جہاں اس قسم کی بحثیں آئیں۔ ان کو چھوڑ دو۔ اسی طرح پر بہت سے لوگ خدا تعالیٰ کی صفات پر بحثیں کرتے ہیں۔ اور میں نے دیکھا ہے کہ امکان کذب باری پر کتابیں لکھی ہیں۔ یہ سوال بھی اسی قسم کا ہے۔ میں پھر تاکید کرتا ہوں۔ کہ یہ سب لغو باتیں ہیں۔ پھر اسی سلسلہ میں بعد درس فرمایا۔ کہ قدرت اور طاقت جدا امر ہے۔ اور اس قدرت کا حیز فعل میں آنا امر دیگر۔ مثلاً ایک شخص ہے وہ اپنی بیوی سے جماع کرتا ہے۔ اس کے قوای درست ہیں۔ کیا اس سے یہ نتیجہ نکال لیں۔ کہ وہ اپنی لڑکی یا بہن سے بھی جماع کر سکتا ہے؟ ایک شریف اور غیور انسان کب یہ پسند کر سکتا ہے۔ پھر تعجب کی بات ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے متعلق ایسی ناقص اور ردی صفات منسوب کی جائیں۔ خدا تعالیٰ قادر ہے۔ یہ ایک جدا بات ہے۔ مگر اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ وہ افعال ذمیمہ کا ارتکاب بھی کرتا ہے۔ نہائت بے ادبی اور گستاخی اور جرائت ہے توبہ کرنی چاہیئے۔

ایک نومسلم کو اسلامی تلقین

۱۵۔ مارچ بعد نماز جمعہ حضرت امیر المومنینؓ مکان پر تشریف لائے اخویم غلام حسین صاحب دفتر ملٹری اکونٹنٹ راولپنڈی اپنے ایک دوست مسٹر جی جی سمتھ عیسائی کو پیش کیا کہ یہ مسلمان ہونا چاہتے ہیں اور اسی غرض کے لئے میرے ہمراہ آئے۔ مسٹر سمتھ بعہدۂ کمپونڈر شفاخانہ ملازم ہیں۔ حضرتؓ نے اول امیر احمدؐ صاحب قریشی کو حکم دیا۔ کہ ان کے یہ کپڑے جو اب پہنے ہوئے ہیں تبدیل کراؤ۔ یعنی ہمارے گھر سے کپڑے منگوا کر پہناؤ۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جب مسٹر سمتھ تبدیل لباس کے بعد آگئے۔ آپ نے فرمایا "میرا عقیدہ یہ ہے۔ کہ مذہب کا بوجھ جو اللہ تعالیٰ کسی پر رکھتا ہے۔ تو چونکہ وہ رحیم و حکیم ہے۔ ایسا نہیں کرسکتا کہ جو ایک من بوجھ اٹھانے کی طاقت رکھتا ہے اس پر دس من بوجھ رکھدے۔ مذہب ایسا صاف اور سیدھا ہونا چاہیئے کہ اس کو عامی جاہل آدمی بھی سمجھ سکے۔ کیونکہ مذہب تو سب کے لئے ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ اگر انسان کا جسم لے سکتا ہے تو جو لوگ کہتے ہیں کہ رامچندر جی پرمیشر کے اوتار تھے۔ یا کرشن خدا تھے۔ تو اُن میں اور مسیح کو خدا ماننے والوں میں فرق ہی کیا ہوا۔ پھر جو کوئی جرم کرتا ہے۔ عیسائی عدالتوں میں اس کو سزا دیجاتی ہے۔ گورنمنٹ بھی مجرم کو سزا دیتی ہے۔ پس کفارہ پر تو ایمان نہ ہوا۔ اب اگر یہ کہا جائے۔ کہ کفارہ سے انسان جرم کرتا ہی نہیں۔ تو پوچھنا چاہیئے کہ عیسائی جرم کیوں کرتے ہیں۔ جیلخانوں میں کوئی عیسائی نہ ہونا چاہیئے۔ میری سمجھ میں جو مذہب کا ہے۔ وہ اسلام ہے اسلام ایسا سیدھا مذہب ہے۔ کہ اس کا کوئی کلمہ چھپا ہوا نہیں۔ کوٹھوں اور بلند میناروں پر چڑھ کر بڑے زور سے پکارتے ہیں۔ اللہ اکبر (اذان دیتے ہیں) اللہ اکبر سے پرے اور کلمہ کیا رہ گیا۔ تمام کائنات کا خالق۔ تمام اچھی اور اعلیٰ صفات سے موصوف تمام عیبوں سے منزہ اور بدیوں سے پاک اور عبادت کے لائق وہ ہے۔ جس کو اللہ کہتے ہیں۔ اس کی ذات جیسی کوئی ذات نہیں۔ اس کی صفات جیسی صفات کسی میں نہیں۔ جو بڑائی ہم اس کی کریں۔ وہ بڑائی کسی دوسرے کی جائز نہیں۔

دنیا میں جو ایسے لوگ آئے کہ انہوں نے نیکی سمجھائی اور خدا تعالیٰ کی رضا کی راہ بتائی۔ بعد میں لوگوں نے ان کو خدا بنا لیا۔ عیسائی خود اس کا نمونہ ہیں۔ حضرت مسیحؑ آئے تھے خدا تعالیٰ کی بڑائی بیان کرنے۔ لوگوں نے خود ہی اُن کو خدا بنا لیا۔ ہمارے اسلام نے "اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و اشھد ان محمداً عبدہٗ و رسولہٗ" سکھا کر اور اسلام کا جزو لازم قرار دے کر ہم کو بتا یا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول اور بندے ہیں۔ ان کو خدا ہرگز نہ بناؤ۔ قرآن شریف اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی کتاب ہے۔ کبھی بیٹھے بیٹھے نیکی کا کبھی بدی کا کوئی خیال آجاتا ہے۔ نیکی کا خیال جن ذرائع سے ہوتا ہے اُن کو فرشتے کہتے ہیں۔ نیکی کا خیال آئے۔ تو انسان ضرور اُس کو کر گذرے۔ مر کر ہم فنا نہ ہوں گے۔ ہم مر کر کسی اور عالم میں جائیں گے۔ جو ہماری آنکھ سے غائب ہے اور یہ عقل کے خلاف نہیں۔ اسلام کے معنی ہیں فرمانبرداری اور پابند ہونا۔ میں نے وید۔ ژند۔ اَستا۔ دساتیر۔ گاتھا۔ فرہنگ وغیرہ پڑھے ہیں۔ اور خوب جانچے ہیں۔ مذہب کا نام کسی نے کوئی نہیں بتایا۔ ہمارے مذہب کا نام اسلام ہی ایک بڑی بھاری حجت ہے۔ توحید میں

"اشھد ان لا الٰہ الا اللہ"

نے کمال کر دیا۔ ملائکہ کے متعلق اُن کی تحریک ہے۔ پھر مذہب کا نام اسلام ایسا رکھا ہے۔ جو کسی نے نہیں رکھا۔ فرمانبرداری کے نشانوں میں نماز۔ حج۔ زکوٰۃ۔ روزہ ہیں۔ اگر تمہارا دل میری ان باتوں کو مانتا ہے۔ اور تم سمجھ گئے ہو۔ تو تم مسلمان ہو گئے۔ ورنہ ہم سے سمجھ سکتے ہو۔"

اور (ہاتھ میں ہاتھ لیکر پھر مختصراً مذکورہ بالا حسب معمول بیعت ہوئی) پھر فرمایا۔ میرے آپ فرما ان باتوں میں ہیں۔ اسلام اُسی کا نام ہے۔ اسلام کوئی نہیں ہے۔ عیسائی مذہب میں عیسائی ہونے کے بعد کچھ کرنا نہیں پڑتا۔ اسلام میں نماز روزہ وغیرہ فرمانبرداری کے نشان بجا لانے پڑتے ہیں۔ اسلام میں دقت یا تکلیف کچھ نہیں۔ آسانی ہی آسانی ہے۔ نام انسان رکھے۔ اسلام میں رہ سکتا ہے۔ مگر مذہب کے ساتھ نام بھی تبدیل کر ہی لیتے ہیں۔ میں تمہارا نام عبدالحی رکھتا ہوں۔ عبدالحی ہمارا ایک بچہ ہے"۔

اس کے بعد حاضرین نے عبدالحی صاحب نومسلم سے مصافحہ کیا اور مبارکباد دی۔ حضور اندر تشریف لے گئے اور عبدالحی صاحب اپنے جائے قیام کو اپنے دوست مسٹر غلام حسین صاحب کے ہمراہ گئے۔ والسلام

نورالدین بحیثیت پیر

ایک دن فرمایا کہ بعض لوگ دنیا میں ایسے ہیں کہ کوئی ان کا مرید ہو۔ اور مرید سے ان کی مختلف اغراض ہوتی ہیں۔ کوئی جمع جتھا بنانا یا روپیہ پیسہ اکٹھا کرنا چاہتا ہے مگر میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ میرے دل میں کبھی خواہش نہ تھی کہ لوگ میرے مرید ہوں۔ بلکہ میں نے خود مرید ہونا پسند کیا۔ ہو خواہش۔ آرزو کے بغیر جب اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کو میرے ہاتھ پر مرید کیا اور میں پیر ہو گیا۔ تو مجھے پھر بھی یہ خواہش پیدا نہیں ہوئی۔ کہ میں تمہارے اموال پر قبضہ کروں۔ میں اپنی ضروریات زندگی کے لئے کسی انسان کا ایک لحظہ کے لئے بھی محتاج نہیں ہوں۔ حتیٰ کہ میری اتنی خواہش بھی نہیں کہ کوئی مجھے آکر سلام کرے۔ اموال لینا تو درکنار۔ میری ضروریات زندگی کا وہی متکفل ہے جو ہمیشہ سے رہا ہے۔ ایک مرتبہ انجمن والوں نے میرے وظیفہ کی تجویز کی۔ میں نے اس تجویز کو سنا تو مجھے سخت کرب ہوا۔ ساری عمر خدا تعالیٰ پر بھروسہ کیا کہ وہ آپ ہی دے اور اب انسانوں کی طرف توجہ ہو۔ میں نے فوراً ان لوگوں کو منع کر دیا۔ کہ میں ایسی نہیں لیتا اور نہ مجھے ضرورت ہے بلکہ خدا تعالیٰ کے محض فضل و کرم سے مرزا صاحب کے بعد میں نے سلسلہ کی ضروریات کے لئے اپنے چندوں میں پہلے سے زیادتی کر دی ہے۔ غرض میری خواہش نہ پیر بننے کی تھی نہ ہے۔ اور اب خدا نے مجھے اس منصب پر مقرر کر دیا۔ میں خدا تعالیٰ کی اس فضل کی بے ادبی سمجھتا اگر اس سے پہلو تہی کرتا۔" اس پیر بننے نے میرے مشاغل میں زیادتی کر دی۔ کہ جوانوں۔ بچوں۔ بوڑھوں۔ عورتوں۔ لڑکیوں۔ بیماروں۔ مقدمات میں زیر بار۔ دل اور مختلف قسم کے حاجتمندوں کے لئے مجھے بہت وقت دعا میں صرف کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ مگر میں خدا ہی کی توفیق سے اس کو ادا کرتا ہوں جس طرح پیر بننا مشکل ہے اسی طرح مرید بننا بھی سہل نہیں ہے۔ بیعت کے معنے بکجانا ہے۔ جو شخص بک جاتا ہے اُس کا پھر اپنا کچھ نہیں رہتا تمام آرزوؤں اور خواہشوں کو چھوڑ دینا پڑتا ہے اور پیر کی حسن ظنی کے ساتھ لازمی ہو جاتی ہے۔ میں اپنے فرائض کو سمجھتا مرید ہونے سے پہلے سوچ لینا چاہیئے کہ تم کسقدر نازک ذمہ داری بڑھتے ہو۔ بڑی بڑی دعائیں اور استخارہ کرنے چاہئے۔ بیری نیت نہیں ہے ورنہ یہ تو اللہ ہے جو تعالیٰ ہے تمنے اتر جانے ہی میرا اجر ہوتا ہے۔

ملفوظاتِ محمود (سلمہ اللہ الودود)

اس عنوان کے تحت میں انشاء اللہ العزیز حضرت صاحبزادہ صاحب قبلہ کے ملفوظات یا مکتوبات وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہیں گے۔ ایڈیٹر

مکتوبِ محمود حضرت صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب تقویٰ اور طہارت کے جس اعلیٰ مقام پر ہیں اس کا کسی قدر اندازہ ذیل کے ایک خط سے ہوگا۔ جو آپ نے ایک نہائت ہی مخلص دوست اور سلسلہ کے ایک پرجوش ممبر کو لکھا ہے۔ اس مخلص نے رسالہ تشحیذ الاذہان کی امداد کے لئے بنک کے سود کی کچھ رقم صاحبزادہ صاحب کی خدمت میں بھیجنی چاہی تھی۔ کیونکہ وہ یقین کرتے ہیں۔ کہ رسالہ تشحیذ الاذہان خصوصیت کے ساتھ اشاعت اسلام کا کام کر رہا ہے۔ اور وہ کسی شخص واحد کی ملکیت نہیں۔ اور نہ اس کے نفع و نقصان کا کوئی شخص واحد مالک ہے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے اس مخلص دوست کے اس استفسار پر جو خط لکھا ہے۔ میرے مکرم بھائی قاضی اکمل صاحب کو اس کے ایک حصہ کی نقل میسر آئی۔ انہوں نے اپنے روحانی سرور میں دوسروں کو شامل کر لینا چاہا۔ چنانچہ وہ خط ذیل میں چھاپ دیا جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوگا۔ کہ ہمارا نوجوان معزز و محترم مخدوم جس کو خدا تعالیٰ نے اپنے کلام میں اولوالعزم فرمایا ہے۔ تقویٰ کے کس مقام پر ہے اور اس بات کو دیکھ کر ہمیں جسقدر خوشی ہو۔ وہ کم ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کے فرزند کے تقویٰ و طہارت اور علم و فضل میں بیش از بیش ترقی فرما دے اور اسے اپنے وعدوں کے موافق قوموں کی رستگاری کا ذریعہ بنائے۔ آمین

"السلام علیکم × × × × × × × × میری طبیعت کچھ دنوں بلکہ مہینوں سے بلکہ دائم عرصہ سے علیل چلی آتی ہے۔ اس لئے پہلے خط کے جواب دینے میں دیر ہوئی۔ جواب لکھنے کے خیال میں تھا۔ کہ آپ کا دوسرا خط ملا۔

"اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ تشحیذ اپنے منتظمین کے خیال میں ایک اشاعت اسلام کا خادم ہے۔ اس کے روپے سے کسی شخص کو ذاتی فائدہ نہیں۔ منتظم ایک کمیٹی ہے۔ جس کے ممبر چندہ دیتے ہیں۔ نفع سے ان کو کچھ غرض نہیں۔ میں باوجود ایڈیٹری کا کام کرنے کے رسالہ کا خریدار ہوں۔ اور اس کو مفت لینا جائز نہیں سمجھتا۔ یہ تو تشحیذ کا حال ہے۔ جس سے پتہ چل سکتا ہے۔ کہ یہ سب کام للّٰہی ہے۔ باقی رہی غرض اشاعت۔ موجودہ صورت کی نسبت تو میں کچھ کہہ نہیں سکتا۔ آئندہ کے لئے بہت امیدیں رکھتا ہوں۔ یعنے اللہ تعالیٰ نے بشارت دی ہے۔ کہ کسی وقت یہ رسالہ ترقی اسلام کا باعث ہوگا انشاء اللہ۔ میں ہمیشہ اپنا وقت اس کی بہتری کے لئے خرچ کرتا ہوں اور مجھے اس سے مضر ہے یہ سب کچھ اس لئے لکھا ہے۔ کہ مجھ کو بہت انس ہے۔ اس کی مدد سے اور بہتری سے مجھے خوشی ہوتی ہے۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں۔ کہ سود کے روپے کو اشاعت اسلام پر خرچ کرنے کی حضرت صاحب نے ایک حد تک اجازت دی ہے۔ مگر باوجود اس کے

فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ

کے حکم پر جب میری نظر پڑتی ہے۔ تو گھبراتا ہوں۔ اور دل کانپ جاتا ہے۔ یہ روپیہ میرے نفس پر خرچ نہیں ہوتا حضرت صاحب بعض حالات کو مدنظر رکھ کر اجازت دیتے ہیں۔ مگر پھر بھی میرا دل اپنے ہاتھ سے اس قسم کے روپے کے خرچ کرنے سے ڈرتا ہے۔ انجمن کے ممبران نے پہلے بھی یہ سوال اٹھایا تھا۔ لیکن میں نے اس وقت تک کہ جب تک میں اس کام کو کرتا ہوں۔ روک دیا۔ میں دیکھتا ہوں۔ حضرت صاحب نے اپنی کتب کی اشاعت میں اس روپیہ کو کبھی خرچ نہیں کیا۔ اور نہ کبھی اپنے ہاتھ سے خرچ کیا۔ آپ کی ہمدردی جس کا اظہار آپ نے تشحیذ سے کیا ہے۔ اس سے مجھے بہت خوشی ہوئی ہے۔ جزاک اللہ خیراً فی الدنیا والآخرۃ × × × × × × × ×

خاکسار

مرزا محمود احمد۔ ۱۹ مارچ ۱۹۱۲ء

خطبہ جمعہ یہ تو سب کو معلوم ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح رض ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب کو امام مقرر کیا ہوا ہے۔ چنانچہ پانچوں نمازوں کی امامت آپ کرتے ہیں۔ اور جمعہ کا خطبہ اور نماز بھی آپ ہی پڑھاتے ہیں۔ ۱۵ مارچ ۱۹۱۲ء کو آپ نے جو خطبہ پڑھا۔ اس کا مفہوم میں اپنے الفاظ میں لکھنے کی کوشش کرتا ہوں۔

حضرت صاحبزادہ صاحب نے خطبہ اس آئت پر پڑھا وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا الآیۃ۔ فرمایا کہ یہ قاعدہ کلیہ ہے۔ کہ ہر کوئی اس بات کو چاہتا ہے۔ کہ اس کے ساتھ تعلق رکھنے والے اس کے ماتحت اور جمیع متعلقین و وابستگان اس کے رنگ میں رنگین ہو جائیں۔ اور اسی کے اعتقادات و خیالات کو وہ اختیار کر لیں اور وہ لوگ جو اس سے نفع اٹھاتے ہیں۔ وہ اس کے احکامات کو پورے طور پر مانیں اور فرمانبرداری کریں۔ اس خواہش کے ماتحت جو ایک فطرتی خواہش ہے۔ جو لوگ عمل کرتے ہیں۔ اور اس کی پسندیدہ باتوں کو اختیار کر کے اپنا دستورالعمل بناتے ہیں۔ تو وہ ان پر دوسروں سے زیادہ مہربانی فرماتا ہے۔ اور اگر اس کے ماتحت اور متعلقین اس کے احکام کے خلاف کریں تو اس کا اپنا عمل بھی بدل جاتا ہے۔ اور بجائے مہربانی کے ناراضی اور کم توجہی اختیار کر لیتا ہے۔ مثلاً اگر ایک طالب علم اپنے استاد کی فرمانبرداری اور متابعت نہیں کرتا۔ تو استاد اس طالب علم سے کبھی خوش نہیں ہو سکتا اور وہ طالب علم استاد سے ان فیوض کو حاصل نہیں کر سکتا۔ جو بصورت مطیع اور فرمانبردار ہونے کے اس کو پہنچ سکتے تھے۔ ایسے ہی اگر کوئی ایک شخص اپنے گاؤں کے نمبردار کے خلاف مرضی چلتا ہے تو وہ آرام سے رہنے کی توقع نہیں کر سکتا علیٰ ہذا القیاس کسی دفتر کا کلارک اگر اپنے ہیڈ کلارک اور اعلیٰ افسر سے ناچاقی رکھتا ہے تو اسے فائدہ کہاں پہنچ سکتا ہے۔ اس لطیف قاعدہ کو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اس موقعہ پر بیان فرمایا ہے کہ کفار نے اپنے رسولوں کو کہا۔ کہ یا تو آپ ہمارے مذہب میں لوٹ آئیں ورنہ ہم تم کو اپنی زمین سے نکال دیں گے۔

یہ بھی ایک عجیب بات ہے کہ جب خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی مامور مرسل آتا ہے۔ تو اس کی ابتدائی حالت ایک کس مپرسی اور گمنامی کی سی حالت ہوتی ہے۔ وہ ایک معمولی انسان ہوتے ہیں۔ ان کا جمع جتھا کوئی نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ تنہا و یکتا ہوتے ہیں ان کو حکومت سے کوئی حصہ اس وقت نہیں دیا جاتا۔ اس میں سر یہ ہے۔ کہ اگر مامور و مرسل بادشاہوں میں سے ہوں۔ تو پھر لوگ اس کی قہری حکومت کی وجہ سے اس کو تسلیم تو کر لیں۔ مگر اس سے وہ غرض جو زندہ ایمان اور معرفت الٰہی کی ہوتی ہے۔ پوری نہیں ہو سکتی۔ یہ اسی صورت میں ہوتا ہے کہ ایک کس مپرس گمنام انسان اٹھتا ہے۔ اٹھتا کیا خدا تعالیٰ اسے آپ اٹھاتا ہے اور وہ خدا کا رسول اور مامور من اللہ ہونے کا مدعی ہوتا ہے۔ اس حالت میں اس کی خطرناک مخالفت ہوتی ہے۔ مگر وہ اس وقت اپنی کامیابی اور منکرین کی ناکامی اور نامرادی کی پیشگوئیاں کرتا ہے۔ اور بالآخر خدا تعالیٰ اسے کامیاب کرتا اور اس کے منکرین کو خائب و خاسر رکھتا ہے۔ جس سے خدا تعالیٰ کا کھلا کھلا ہاتھ اس کی تائید میں ظاہر ہو جاتا ہے۔ اور اس سے ایمان اور معرفت الٰہی بڑھ جاتی ہے۔ غرض مامور ابتداً معمولی حالت میں ہوتے ہیں۔ اور ان کی مخالفت میں بڑے بڑے طاقتور اٹھتے اور پھر ذلیل ہو کر رہ جاتے ہیں۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ کفار خدا کے مرسلوں کو اپنے زمانہ اور عہد میں اپنی طاقت اور جماعت پر بھروسہ کر کے کہتے ہیں۔ کہ تم یا تو ہمارے آبائی مذہب میں آجاؤ۔ اور ہماری سوسائٹی اور قوم کے معتقدات اور قوانین کو مان لو۔ ورنہ ہم تمہیں اپنی زمین سے نکال دیں گے۔ جب منکرین اور مخالفین کی طرف سے اس شدت اور شوخی کے ساتھ مقابلہ ہوتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ اپنے مرسلوں پر وحی کرتا ہے۔ کہ ہم ان منکروں کو یقیناً ہلاک کر دیں گے اور اپنے مرسلوں کو آباد کریں گے۔ کیونکہ ان منکروں نے اپنے منہ سے فتویٰ دیدیا ہے۔ کہ جو شخص کسی کی زمین میں رہتا ہو۔ اس کو مالک زمین کے خلاف نہیں کرنا چاہئے۔ ورنہ وہ وہاں سے نکال دیا جائیگا۔ چونکہ اصل زمین تو ہماری ہے (خدا کی) اس لئے اب یہ منکرین انبیاء ہمارے مرسلوں کو دکھ دے کر ہماری مرضی کے خلاف ہو کر یہاں نہیں رہ سکتے۔ پس وہ وعدہ کے موافق ہلاک ہو جاتے ہیں بشرطیکہ وہ توبہ نہ کریں۔ پھر خدا تعالیٰ نے ایک اور عجیب گر کامیابی کا بتایا ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ انعامات الٰہیہ اس شخص پر اترتے ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرتا ہے۔

اب غور طلب امر یہ ہے۔ کہ جن رسولوں کا اللہ تعالیٰ نے یہاں ذکر کیا ہے۔ اس وقت تو ان میں سے کوئی موجود نہیں تو کیا اب اس آئت کا مضمون بیکار ہو گیا۔ نہیں ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر زمانہ میں اپنے مامور بھیجتا ہے اس زمانہ میں بھی

ایک مامور آیا۔ اور اس کی مخالفت کرنے والوں نے عذاب الٰہی کا مزہ چکھا۔ علاوہ بریں خدا تعالیٰ کے ماموروں مرسلوں کی تعلیم کے جو شخص خلاف کرتا ہے۔ وہ گویا انہیں کفار کا نمونہ ہوتا ہے۔ پس یہ بڑے خوف کا مقام ہے۔ جب کہ ہم اپنی ذرا سی نافرمانی کرنے والے سے ناراض ہوتے ہیں۔ تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے ماموروں کی خلاف ورزی کرنے والوں سے خوش ہو۔ ایسے لوگ خدا تعالیٰ کی زمین سے نکال دیئے جاتے ہیں۔

سوچو! اور غور کرو۔ خدا تعالیٰ نے ہم پر کسقدر احسانات کئے ہیں۔ ہماری زندگی کی ضروریات اور سامان کس طرح پر اس نے مہیا کئے ہیں۔ ابر۔ باد۔ سورج۔ چاند۔ دریا۔ سمندر اور دیگر اجرام ہمارے کام میں لگے ہوئے ہیں۔ اس نے محض اپنے فضل سے ہمیں پیدا کیا۔ ہم نے نہ زمین کی پیدایش میں۔ نہ آسمان کی پیدایش اور نہ دیگر کائنات کی پیدائش میں کوئی حصہ لیا۔ پھر ان انعامات کے ہوتے ہوئے بھی اگر غفلت اور نافرمانی سے کام لیں۔ تو خدا کی گرفت بڑی سخت ہوگی۔ اور اس کا عذاب خطرناک۔

پس اس پر غور کرو۔ اور غفلت چھوڑ کر اس کے پورے فرمانبردار بن جاؤ۔ اللہ تعالیٰ ہم کو توفیق دے۔ کہ ہم اس کے فرمانبردار رہیں۔ اور اس کے غضب کے مورد نہ ہوں۔ آمین!

مدرسۃ البنات قادیان

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں قادیان کے مدرسۃ البنات کے متعلق میں نے درد دل سے ایک نوٹ لکھا تھا اور میری غرض یہ تھی کہ کوئی اہل دل بی بی آگے بڑھے اور اس خدمت کو اپنے ذمے لے اور محض خدا کے لئے۔ جو لوگ روپیہ پیسہ کو مدنظر کوئی خدمت کرتے ہیں۔ اُن میں وہ جوش اور استقلال کم ہوتا ہے جو للہ فی اللہ کہنے والوں میں ہوتا ہے الا ماشاء اللہ۔ کیونکہ جو شخص محض خدا کے لئے اپنے دُنیوی منافع کو قربان کرنے کی جرأت کرتا ہے اس کے اندر دوسروں کی بھلائی کے لئے ایک سٹیم ہوتا ہے۔ اور یہ انبیاء علیہم السلام کے کام کا ایک نمونہ ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ وہ ما اسئلکم علیہ من اجر کی صدا لگاتے ہیں۔ پانچ سال ہونے کو آئے کہ مدرسۃ البنات کے لئے میں نے تحریک کی۔ یہ تحریک بے محل اور غیر ضروری نہ تھی جو محض میری خاطر سے کسی نے اس کو قبول کر لیا ہو بلکہ الواقعہ اس کی سخت ضرورت تھی اور ہے۔ میں نے اپنی طاقت کے موافق مدرسہ کی ابتدائی حالت میں مدد کرنے سے باوجود اپنی مشکلات کے مضائقہ نہ کیا مگر افسوس سے کہا جاتا ہے کہ مدرسۃ البنات کی طرف ناظمین نے جیسی چاہئے توجہ نہیں کی۔ یا تو محض اس وجہ سے کہ ابتک یہ مدرسہ ایک قسم کی مقامی تعلیمگاہ کی حیثیت رکھتا ہے یا اور اسباب ہونگے۔ میں نے وقتاً فوقتاً زبانی ذمہ واروں

احباب کو اس کی طرف متوجہ کیا۔ مگر حالت دن بدن بگڑتی گئی چاہئے تو یہ تھا کہ جیسے قادیان کا مدرسہ تعلیم الاسلام ہماری ایک قومی درسگاہ ہونے کی حیثیت رکھتا ہے اس کے ساتھ ساتھ قادیان میں مستورات تعلیم کے لئے ایک بہت بڑا مدرسہ ہوتا مگر اس کی طرف سے بہت بے پروائی ہے۔ مجھے ذاتی علم ہے کہ بہت سے لوگ ہیں جو باہر سے اپنی لڑکیاں یہاں بھیجنا چاہتے ہیں۔ مگر مجبور ہیں کہ کوئی انتظام نہیں اگر مدرسۃ البنات کا انتظام بہترین پیمانہ پر ہو۔ تو انشاء اللہ یہ مدرسہ بھی تعلیم الاسلام کے پہلو بہ پہلو ترقی کر سکتا ہے۔ کیا لڑکوں کی تربیت اور تعلیم کا فریضہ لڑکیوں کی تعلیم اور تربیت کے مقابلہ میں کوئی زیادہ وزن اور حقیقت رکھتا ہے؟ فرض شناس قوم ہند کے لئے غور کرو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا میں پہلا انسان ہے۔ جس نے عورت کی کھوئی ہوئی عزت کو قائم کیا ہے اور عورت کے اعزاز و تکریم کو جس طرح پر حضرت نبی کریمؐ نے ظاہر فرمایا ہے۔ دُنیا کا کوئی مدبر اور مصلح نہیں بتا سکتا۔ حضرت نبی کریمؐ کے ان الفاظ میں کہ **"جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے"** جو برقی تاثیر ان الفاظ میں بھری ہوئی ہے اس پر غور کرو۔ اور للہ غور کرو۔

حضرت مسیح موعودؑ کو خدا کا راستباز اور مامور یقین کرنے والی قوم۔ اپنی آئندہ نسل کی مائیں بننے والی ذریت پر رحم اور شفقت سے نظر کر اور بتا اور سوچ کر بتا۔ کہ ان کی تعلیم اور تربیت کا تو نے کیا انتظام کیا ہے؟ تیرے مال کا کسقدر حصہ ان کی تربیت میں خرچ ہوتا ہے؟ کیا یہ خوشی کی بات ہے کہ ایک چھوٹے سے مدرسۃ البنات کے لئے تجھے کوئی استانی نہیں مل سکتی؟ یا تیرا یہ عذر قابل پذیرائی ہو سکتا ہے اور محض اتنا کہنے سے تو تعلیمی فرض سے سبکدوش ہو سکتی ہے؟ یہ تو قابل شرم بات ہے کہ ایک قوم ہاں خدا کی برگزیدہ قوم! علم دوست قوم! حقائق پسند قوم! عورتوں کے حقوق کی نگاہدار قوم! یہ کہے کہ اس کو کوئی اُستانی نہیں ملتی۔ اس سے بڑھ کر قابل رحم حالت کیا ہوگی۔ رب ارحم! رب ارحم!

حضرت خلیفۃ المسیحؓ مدظلہ العالی کا نمونہ تیرے سامنے ہے۔ کس درد اور جوش سے لڑکیوں اور ... کی تعلیم کی طرف متوجہ ہیں مجھے علم ہے کہ حضرت نے بعض کو ابجد شروع کرا کے ابتدائی تعلیم دی ہے۔ اور لڑکیوں کو جس شفقت سے وہ تعلیم دے رہے ہیں اس کا مجھے ذاتی علم ہے کیا ان سب فرائض کا بوجھ اس بڈھے (اللّٰھم متعنا بطول حیاتہ) کی ہی گردن پر ہے اور ہم تم سب بے فکر ہو چکے۔ خدا کے لئے سوچکر جواب دو۔ محض عذرات سے کام نہیں چلتا اور یہ کہدینے سے تم عہدہ برا نہیں ہو سکتے۔ کہ "ایک بیوقوف اُٹھتا ہے اور اخبار میں نوٹ لکھدیتا ہے"۔ تم مجھے بیوقوف کہو۔ خود غرض کہو۔ جاہ طلب میرا نام رکھو۔ میں ان امور پر نظر نہیں کرتا۔ جو چاہو سو کہو۔ مگر خدا کے لئے اس صنف نازک اور بیٹر ہاف (نصف احسن) کی قدر کرو۔ عورت ام الکائنات ہے۔ اس کا اعزاز اسی سے ظاہر ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا عظیم الشان اور کامل انسان اسی کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ لڑکی کا حصہ لڑکے سے نصف شرعی طور پر ہوتا ہے

مگر تعلیم اور تربیت میں وہ برابر کی حصہ دار ہے۔ لیکن ... تم ... نصف بھی جو لڑکوں کی تعلیم پر خرچ کرتے ہو ... بچیوں کی تعلیم پر خرچ کرو۔ تو نہ صرف تم اپنے فرض سے سبکدوش ہوگے۔ بلکہ خدا کے فضل سے ایک ایسی نسل تیار ہو جائیگی جس سے ... ہوگا کہ یا الٰہ ... جنت ... خانگی زندگی کی جنت کا ... سی وقت کھلے گا جب تمہاری لڑکیاں ... اور نیک ہونگی ... دیں۔

میں ذوق مضمون اور حالت درد میں دور چلا گیا۔ عورتوں کی حالت پر ایک بار میں نے مضامین کا ایک سلسلہ لکھا تھا ضرورت ہے کہ اب پھر اسے شہرت دی جاوے چنانچہ اس کی پہلی قسط الگ درج کرتا ہوں۔ مدرسۃ البنات کی حالت بہت نازک اور خراب ہے۔ ... کا انتظام بہت ناقص ہے۔ اس پر اتنی بھی توجہ نہیں جتنی مدرسہ کے لڑکوں کے کھیل اور کود کے انتظام کی ہے اب وقت ہے کہ اس مدرسہ کی اصلاح حالت پر قوم توجہ کرے اور نیک بخت اور شریف بی بیاں جنہیں خدا تعالیٰ نے اپنی معرفت اور اپنی کتاب کے علم سے حصہ دیا ہے وہ اپنی زندگی اس کمزور مخلوق ہاں اپنی ہم جنس کی بھلائی کے لئے وقف کریں۔ اور مرد روپیہ سے مدد کریں۔ دُنیا میں تقسیم محنت کا اصول کام کر رہا ہے اور ہم سب سلسلہ کی ضروریات کے لئے برابر کے ذمہ دار ہیں۔ یہ کام زید یا بکر کا نہیں۔ اگر زید نہیں کر سکتا تو بکر کا فرض ہے کہ وہ کرے۔ پس میں نے قوم کو اس ضرورت کی طرف متوجہ کیا ہے۔

سب سے پہلے ضرورت ہے ایسی بی بیوں کی جو ممارزقنٰھم ینفقون کے ماتحت آنریری طور پر خدمت کرنے کو تیار ہوں پھر ان شاء اللہ کی ... تو حضرت خلیفۃ المسیحؓ کے حضور کھڑی ہوں گی جن کے دل میں اللہ تعالیٰ نے اس جنس نازک کے لئے خاص ہمدردی اور محبت کا جوش رکھا ہوا ہے۔ اور ان کی دُعاؤں اور مشوروں کے ماتحت اگر یہ کام کسی عمدہ انتظام سے جاری ہوا۔ تو انشاء اللہ بابرکت ہوگا۔ **کیا کوئی بی بی آگے بڑھیگی؟**

مدرسۃ البنات کے لئے پہلی قربانی

اوپر کی سطور کی سیاہی ابھی خشک نہیں ہونے پائی تھی کہ ۲۰ مارچ ۱۹۱۲ء کی ڈاک میرے لئے ایک خوشخبری لائی وہ خوشخبری کیا ہے۔ مدرسۃ البنات کے لئے ایک زیرک علم دوست اور ذہین و شریف بی بی کی عملی قربانی۔ ناظرین ذیل میں اُس کا خط پڑھیں گے۔ سکینۃ النساء کو ہمارے سلسلہ کے تمام اخبار بین افراد جانتے ہیں جس کے قابل قدر مضامین کبھی کبھی الحکم میں اور عموماً بدر میں نکلتے رہے ہیں اور جس کے قابل شوہر قاضی اکمل مشہور مصنف و مؤلف ہونے کے علاوہ ایک قابل اخبار نویس ہیں۔ سکینۃ النساء قادیان کے مدرسۃ البنات میں معلمہ رہ چکی ہیں مگر افسوس ہے ہم نے اُن کی قدر نہ کی۔ اور اس نعمت کی ناشکری کا خمیازہ اب مدرسۃ البنات بھگت رہا ہے اور اس بڑے بول کی سزا مل رہی ہے جو کہا گیا تھا کہ **بہتر سے بہتر اُستانیاں لائیں گے۔** سکینۃ النساء نے الحکم کے نوٹ کو پڑھ کر آنریری طور پر کام کرنے کا ارادہ ... اللہ تعالیٰ انہیں اس نیک ارادہ میں مستقیم ... توفیق دے کہ وہ اپنی بچیوں کے لئے اپنا قیمتی وقت ... کریں

قوت پا سکیں۔ سکینۃ النساء کی قربانی سلسلہ میں پہلی قربانی ہوگی۔ جو بہت بدون کسی معاوضہ کے کام کرنے کا شوق ظاہر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس نیک مقصد کے لئے اس کو جزائے خیر دے مگر ابھی ہمیں تعلیمیافتہ اور استانیوں کی ضرورت ہے کیا کوئی اور بی بی بھی اس نیک خاتون کی تقلید کرے گی۔ ایڈیٹر

مدرسۃ البنات قادیان

۱۴ مارچ ۱۹۱۲ء کے الحکم میں آپ نے زنانہ سکول کی طرف توجہ فرمائی ہے جس کا شکریہ۔ آپ ایسے دردمند دل رکھتے ہیں جو ایک دو فقرے ایسے لکھے ہیں۔ کہ میں بھی اپنے اس درد کو ظاہر کرنے پر مجبور ہو گئی۔ جو عرصہ سے دل میں چھپائے ہوئے تھی اور بعض وقت کچھ لکھنے لگتی۔ مگر قلم رک جاتا۔

میں جب پہلے پہلے قادیان آئی تو صرف دو چار روز کیلئے لیکن قضا کار بیچاری جنت مکان الفت بیگم کا انتقال ہو گیا اور مجھے حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشاد کے مطابق مدرسہ کا چارج لینا پڑا میں نے اس خدمت کو بڑی خوشی سے اپنے ذمے لیا۔ اور تنخواہ وغیرہ کا کچھ خیال نہ کیا اور نہ ان مشورہ دینے والوں کی رائے صائبہ کی کچھ پرواہ کی۔ جنہوں نے مجھے اپنی خدمات اس قدر قلیل معاوضہ پر مدرسہ کے لئے دینے پر ملامت بھی کی۔ کیونکہ میرا منشاء تو یہ تھا۔ کہ میں بھی اپنی بہنوں کے کسی کام آ سکوں۔ اس وقت پندرہ کے قریب مدرسہ میں لڑکیاں حاضر ہوتی تھیں بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ ہو سکتی تھیں۔ پھر خدا نے مدرسہ کو رونق دی اور لڑکیوں کی تعداد ۳۵ تک پہنچی۔ بلکہ ۴۰ کے قریب بھی۔ لیکن ایک تجربہ کے مشورہ سے ہیڈ ماسٹر صاحب نے اس انتظام کو تسلی بخش نہ سمجھا اور مجھے مدرسہ سے الگ ہونا پڑا اور دعوے یہ کیا گیا کہ ہم بہت بہتر استانی لائیں گے۔ اور اعلیٰ انتظام ہوگا یہ ہوگا وہ ہوگا۔ لیکن خدا تعالیٰ کی قدرت انتظام آگے سے بھی بگڑ گیا۔ اور باوجودیکہ پہلے سے دگنی رقم بھی ماہوار خرچ کی مگر پھر بھی سکول کوئی ترقی نہ کر سکا اور لڑکیاں دن بدن کم ہوتی گئیں۔ نہ کوئی دستکاری ہے دیکھی جو کہا جاتا تھا کہ لڑکیاں سیکھینگی۔ مگر اس حالت میں بھی فری مضمون نگاری میرا کام نہیں رہا۔ بلکہ میں پرائیویٹ طور سے لڑکیوں کو تعلیم دیتی رہی اور یہ میرے لئے بڑے فخر کی بات ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صاحبزادی مجھ ہی سے پڑھتی۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ اللہ تعالیٰ کی صاحبزادی نے مجھے موقعہ دیا۔ کہ میں اسے کچھ تعلیم دوں۔ اور پھر خود ایڈیٹر الحکم کے گھر سے ہی یہ شہادت مل سکتی ہے۔ اور اب بھی بڑی خوشی سے آنریری طور سے بھی یہ خدمت میں اپنے ذمہ لینے کو تیار ہوں۔ لیکن جن مشورہ کاروں اور آپکی جن تحریکوں کی بنا پر پہلے انتظام میں تبدیلی کی گئی۔ اس کا کیا نتیجہ نکلا۔ والسلام

عاجزہ
سکینۃ النساء از کولیکی
ضلع گجرات (پنجاب)

جاپان اور اسلامی وفد

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں جاپان میں تبلیغ کے لئے جانے والے اسلامی وفد کے متعلق میں نے ایک نوٹ لکھا تھا۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ اس وفد کے بانیوں نے حقیقت حال کو سمجھ لیا ہے اور اس وفد کے صدر ڈاکٹر محمد اقبال صاحب نے ظاہر کر دیا ہے کہ وہ جاپان جانے کو تیار نہیں بلکہ جاپانی وفد کی تجویز بھی ان کی نہ تھی۔ اس میں کچھ بھی شک نہیں کہ اشاعت اسلام کی ضرورت ہے اور ہمیشہ ضرورت ہے مگر ابھی ہندوستان میں بہت سے لوگ ہیں جن کو اسلام کی کچھ بھی خبر نہیں غیر قومیں تو در کنار بلکہ مسلمان کہلانے والی ایک کثیر تعداد اسلام سے محض ناواقف ہے اور جو واقف ہے۔ اس میں عملی روح کی ضرورت ہے مبلغین اسلام کے لئے جہاں سچے عقائد اور علم صحیح کی ضرورت ہے۔ وہاں اس امر کی بھی حاجت ہے کہ وہ ایک سچے مسلمان کا نمونہ ہوں۔ بہرحال مسلمان مطمئن ہو سکتے ہیں۔ کہ کوئی اسلامی وفد سر دست ہندوستان سے جاپان جانے والا نہیں۔ جس پر ایک یا دوسری قسم کا اعتراض ہو سکے۔ اور یہ تجویز فی الحال ایک ابال کی طرح بیٹھ گئی ہے۔ پیسہ اخبار نے جو نوٹ اس پر لکھا ہے وہ یہ ہے:۔

"انجمن حمایت اسلام لاہور کے ایک پچھلے جلسہ میں مولوی ظفر علی صاحب ایڈیٹر زمیندار نے بیان کیا تھا کہ ڈاکٹر محمد اقبال صاحب نے مان لیا ہے کہ آئندہ موسم گرما کی تعطیلات میں جبکہ دو تین ماہ کے لئے چیف کورٹ بند رہیگی۔ وہ اشاعت اسلام کی غرض سے جاپان روانہ ہو جائینگے۔ نیز ان کے سفر خرچ کی بابت اسی جلسہ میں یہ تجویز کی گئی تھی۔ کہ ڈاکٹر صاحب نے ایک عمدہ نظم لکھی ہے۔ جس کی دس ہزار کاپیاں چھاپ کر ایک روپیہ فی کاپی کے حساب سے فروخت کی جائیں گی۔ اور پانچ ہزار روپیہ اس سے وصول ہو جائے گا۔ جو ڈاکٹر صاحب کے اخراجات سفر کے لئے کافی ہوگا۔ مگر اس پر بعض صاحبان کو یہ اعتراض ہوا۔ کہ کہیں دو ماہ کی قلیل مدت میں بھی کسی غیر ملک میں جہاں کی زبان کا ایک لفظ بھی کوئی مشنری نہ جانتا ہو۔ وہ اپنے مذہب کی اشاعت کر سکتا ہے۔ جب ڈاکٹر صاحب سے اس کا ذکر ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ پہلے اسی قسم کا ایک استفسار خواجہ کمال الدین صاحب نے بھی ان سے کیا ہے۔ اور انہوں نے ان کو لکھ دیا ہے کہ دراصل یہ تجویز میری نہ تھی اور نہ امید ہے کہ میں ان حالات میں سفر جاپان پر روانہ ہوں گا۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ تجویز جوش میں آ کر بیان کر دی گئی تھی اس پر غور و خوض کا موقعہ نہیں ملا۔ واقعی جاپان کو اس وقت اسلامی مشنری وفد بھیجنا بالکل مفید ہوگا۔ جبکہ مولوی برکت اللہ صاحب وہاں دو تین سال رہ کر اور اخبار نکال کر اب دو تین جاپانیوں کو مسلمان کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ تو ڈاکٹر محمد اقبال صاحب صرف دو ماہ رہکر کیا کر سکتے ہیں۔ علاوہ اس کے ڈاکٹر شیخ محمد اقبال صاحب ہندوستان میں رہ کر ہی بذریعہ تصانیف وغیرہ اگر چاہیں۔ تو قوم کی زیادہ خدمت کر سکتے ہیں۔ اور اس پر روپیہ بھی کم خرچ ہوگا۔"

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کی صحت الحمد للہ اچھی ہے۔ اور آپ تعلیم و تدریس اور اصلاح قوم کے لئے دردمند دل سے نکلی ہوئی دعاؤں اور عقد ہمت کے ساتھ خدمت دین میں مصروف ہیں۔ آپ کے گھر میں بوجہ اسقاط سخت تکلیف رہی تھی۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے طبیعت رو بصحت ہے۔ اور ضعف و ناتوانی دور ہو رہی ہے۔ للہ الحمد۔

۲۔ حضرت صاحبزادہ صاحب مدرسہ احمدیہ کی بہتری اور بھلائی کی تدبیروں میں مصروف ہیں اور ان تدبیروں کی کامیابی دعاؤں سے چاہتے ہیں۔ مدرسہ احمدیہ کا سالانہ امتحان عنقریب ہونے والا ہے۔

انصار اللہ کی جو جماعت اس اولوالعزم نوجوان نے اللہ تعالیٰ کے فضل و تحریک سے قائم کی ہے اسکا کام اسی کے فضل کے نیچے عمدگی سے ہو رہا ہے۔ سالانہ جلسہ کے موقعہ پر جو نظام حضرت صاحبزادہ صاحب نے قائم کیا ہے۔ وہ نہایت مفید ثابت ہو رہا ہے اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اشاعت اچھی طرح سے ہو رہی ہے۔ نئے لوگ احمدیت میں داخل ہو رہے ہیں۔ اللہم زد فزد۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہل بیت بخیریت ہیں۔

۳۔ مدرسہ تعلیم الاسلام کے سالانہ امتحان ہو چکے۔ اور نتائج بھی نکل گئے۔ ۱۶-۱ اپریل ۱۹۱۲ء تک سکول میں تعطیلات ہو گئی ہیں۔ چونکہ ۱۶-اپریل ۱۹۱۲ء سے نیا سال شروع ہوگا۔ اس لئے احباب کے لئے عمدہ موقعہ ہے۔ کہ وہ اپنے بچوں کو مدرسہ میں بھیجدیں۔ تاکہ وہ باقاعدہ پڑھائی کر سکیں۔ سال کے درمیانی حصوں میں جو لڑکے آتے ہیں۔ انہیں بعض اوقات جماعت کے ساتھ چلنا مشکل ہوتا ہے۔

۴۔ نواب صاحب قبلہ جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے قادیان میں تشریف لے آئے ہیں۔

۵۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب اسسٹنٹ سرجن رودھان سے علاج کر کے واپس تشریف لے آئے ہیں۔ اور اب قادیان اور اس کے نواح کے لوگوں کو اپنے طبی تجربوں سے فائدہ پہنچا رہے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے بہت سے لوگوں کی آنکھیں بنائی ہیں۔ اس فن میں خدا کے فضل سے انہیں خوب مہارت حاصل ہے۔

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے!

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت مومن کی سعادت ہے۔ اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے۔ مگر اس میں بھی کلام نہیں کہ

تلاوت کی اصلی غرض عمل ہے۔

اور اعتقادی قوتوں کا نشوونما اس وقت تک نہیں ہوتا۔ جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے۔ اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ترجمۃ القرآن کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ اور اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ پر تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں اور اس ترجمہ اور نوٹوں کی

خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجازی قوت کو ظاہر کیا جاوے

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ ملک کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے موجودہ اعتراضات کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے ہیں۔

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی)

کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں اور آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعود مغفور کی تحریروں۔ ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں۔ ان کو کیا آپ نے ابتک نہیں پڑھا اگر نہیں تو ضرور پڑھیں۔ اس میں نور۔ ہدایت اور شفا ہے۔

ہدیہ فی پارہ .... ایک روپیہ

نوٹ۔ آٹھ پارے تیار ہیں۔ آٹھوں کے اکٹھے خریدار سے مبلغ ۶ روپیہ لئے جاویں گے معہ محصول ڈاک

دفتر الحکم قادیان دارالامان ضلع گورداسپور سے طلب کرو

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری۔ مضمونوں کی تیز طراری۔ مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے۔ کہ الامان۔ لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے ہی نہیں چلتا۔ بلکہ ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں اول منگواؤ۔ پھر آزماؤ۔ بھلا اس میں بھی دھوکہ ہے۔ قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف بیماریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکائت ہے۔ میں نے اس مرض کے لئے یہ معجون تیار کی ہے۔ جس کے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاءاللہ فوراً رفع ہوتے ہیں۔ اور ہر قسم کی شکائت کے لئے انشاءاللہ مفید ہے۔ ہمارا کام یہ نہیں کہ لکھ ماریں۔ کہ جواہرات سے تیار ہوتی ہیں۔ اول نمونہ مفت منگائیے۔ پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمائیے۔ قیمت فی بکس عصہ

طلاء طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتی ہیں۔ اور بعض اوقات خودکشی تک نوبت پہنچتی ہے۔ ہمارے اس طلاء سے فائدہ اٹھائیں۔ اور معجون طلسمی کھائیں۔ انشاءاللہ وہ اس کو مفید پائیں گے۔ قیمت ۶ ماشہ عکر

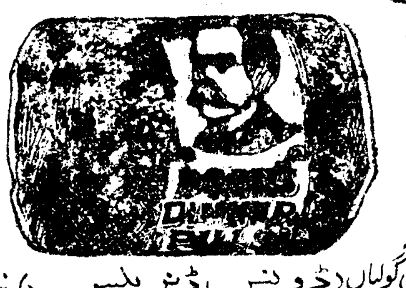
سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنے والا۔ اور قوت بصارت بڑھانے والا۔ قیمت فی تولہ ۸ر

سنون دندان دانتوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنیوالا۔ قیمت فی بکس ۴ر

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

کیا آپ بیمار ہیں؟

جبکہ آپ کی طبیعت درست نہ ہو۔ اس سے کچھ بحث نہیں۔ کہ کونسی آپ کو شکائت ہے۔ آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے۔ کہ آیا دن بھر میں ایک دست صاف ہو جاتا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہو۔ تو آپ رات کو سوتے وقت ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنر پلس) کھا لیجئے۔ دوسرے روز صبح کو دست صاف ہو گا۔ اور پیشتر کی نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہو گا۔ قبض کی وجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ دیر تک رہتے ہیں۔ اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں۔ جو دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے۔ اس سے بخوبی سمجھا جائے گا۔ کہ کیوں قبض سے بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جگر کی شکائت۔ ہیجان۔ صفرا۔ صفراوی بخار یا تپ۔ بدہضمی۔ پٹھوں کی کمزوری۔ جسم کی نقاہت امراض قلب یعنی دل کا دوار یعنی چکرانا۔ دردسر نفخ یعنی کھٹی ڈکاریں آنا۔ مستورات کی بیماریاں اگر بہت عرصہ یہی حالت رہے۔ تو خون کثیف ہو جاتا ہے۔ اور صحت ہمیشہ کے لئے خراب ہو جاتی ہے۔ ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنر پلس) نباتات سے بنائی گئی ہیں۔ اور مذکورۃ الصدر مرضوں کو مٹاتی ہیں۔ کیونکہ وہ فاسد اور زہریلے اجزوں کو نکالتی ہیں جگر کو قوت عطا کرتی ہیں۔ قیمت فی شیشی ۴ر و ۸ر و ۱۲ر۔ ۱۲ر والی شیشی میں ۱۶۰ گولیاں ہیں



جو ۴ر والی شیشی سے پنجگنی ہیں

۱۲ر والی شیشی

۱ ڈون۔ پی۔ او۔ باکس نمبر ۲۰ بمبئی سے طلب کرو

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

یہ کل کی بات ہے۔ کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ لیکن آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں۔ پچاس ہزار نہیں بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائیداد کا بلا شراکت غیرے مالک و مختار ہوں۔ میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے۔ چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپے کے سرمایہ سے روح حیات کی تجارت شروع کی تھی اور آجتک پورے دس لاکھ روپے کا فروخت ہو چکا ہے۔ جس شخص نے میری اس ایجاد کا ایک دفعہ استعمال کیا ہے۔ وہ تمام عمر کیواسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بن گیا ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میری تین یوم کی آمدنی ۸۸۳ روپے تصدیق کرتے ہیں۔ اس سے صاحب ظاہر ہے کہ جبتک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو۔ اس کی اسقدر بکری ناممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی کہ وہ شخص بڑا ہی بدنصیب ہے۔ جو آجتک روح حیات کے مجرب فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے۔ سنئے روح حیات کیا چیز ہے؟ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اس کے پینے والے کیلئے آسان ہے کیا آپ نے نہیں سنا کہ جناب ڈاکٹر میجر بی ناتھ صاحب بہادر انڈین میڈیکل سروس حضور شاہ ایڈورڈ ہفتم اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ اصحاب نے روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے۔ روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک دیکر ہڈیوں کے گودے فاسفورس کو چمکاتا ہے اور خون صالح بکثرت پیدا کر کے اعصاب کی سستی کو اپنی بجلی کی طاقت سے چاق و چوبند کر کے ہر انسان کو ایسا صحیح و تندرست بنا دیتا ہے۔ کہ پھر حوادث زمانہ اگر تلواریں بھی ماریں تو بھی بت بدکے آپ ہو جاویں۔ ہندوستان و انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور مانے ہوئے ڈاکٹروں۔ میڈیکل کالج کے لیکچراروں۔ معزز عہدہ داروں۔ سلطنت کے سرٹیفکٹوں اور باوجود امتیاز انہ مدت کے استعمال ہونے پر بھی دن بدن اس کی ترقی کرتی ہوئی مانگ۔ اور ۸۸۳ روپے روح حیات کی تین دن کی بکری سے کون ہے۔ جو یہ نتیجہ نہ نکالے۔ کہ روح حیات اس وقت انسان کی دوبارہ زندگی کے لئے لاثانی دوا نہیں ہے۔ بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ بے اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قانون قدرت عامل ہونے سے جو لوگ مرض کمزوری اعصاب پیدا کر کے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں ان کے لئے روح حیات تریاق کامل تیر بہدف دوا ہے۔ یہ نہ صرف دوا ہی ہے۔ بلکہ اعصاب کی ایک طاقت افزا غذا بھی ہے۔ یہ وہ مقوی روح ہے۔ جو کثرت فواحشات اور طفولیت کی ناجائز حرکات سے لاحق ہو گئی ہوں۔ ان کے لئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی۔ ضعف باہ۔ ضعف مثانہ جریان۔ سرعت۔ رقت۔ ضعف اعصاب۔ ضعف معدہ۔ ضعف دماغ۔ ضعف دل۔ ضعف جگر۔ ذیابیطس اور اختلاج قلب کے واسطے روح حیات بمنزلہ تریاق کے ہے جسمانی کمزوری۔ لاغری بے رونقی اور زردی چہرہ کیلئے اسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دی جائے تو بجا ہے۔ علامات آتے ہی اس کا خاص اثر اعضاء پر پڑتا ہے جن پر قوت باہ کا مدار ہے۔ بزدل کو جواں مرد۔ جوان مرد کو ممتاز اور بوڑھے کو صاحب کار بنانا اسی روح کا کام ہے اس کے استعمال سے علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے روح حیات کی حیرت انگیز شہرت اور کثرت خریداری کو دیکھ کر لوگ مجھے کیمیا گر کے نام سے پکارتے ہیں۔ قیمت فی شیشی روح حیات دو روپے آٹھ آنے۔ روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب ۔۔۔ دوائی روغن دافع سستی موجود ہے۔ جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کرتا ہے۔ رگوں۔ پٹھوں کی سستی اور لاغری بے رونقی وغیرہ دور ہو کر معزولہ طاقت بحال ہو جاتی ہے۔ مایوس مریضان نامردی کو مرد کامل بناتا ہے۔ اور لطف یہ کہ پھر عمر بھر کسی اور دوائی کے استعمال کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ قیمت روغن دافع سستی شیشی کلاں چار روپے چار آنے (للعہ) شیشی خورد دو روپے دو آنے (عہ۲)

یہ دونوں دوائیں حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیا گر پروپرائٹر شفاخانہ لاہور سے طلب کرو۔